عمران سیریز ناول

خاموش خنجر



ناول

خاموش خنجر

نورین خان

عمران سیریز ناول "خاموش خنجر"

8 جنوری، 2025

اسلام آباد کا دن معمول کے مطابق گزر رہا تھا۔ شہر کے کاروباری مراکز، سڑکیں، اور دفاتر میں زندگی اپنے رفتار سے چل رہی تھی۔
لیکن اس دن کچھ خاص ہوا تھا، کیونکہ شہر کے معروف ترین وکیل، ظہیر احمد، کی پراسرار ہلاکت نے پورے ملک کو لرزہ بر پا کر دیا تھا۔
ظہیر احمد، جو ایک مخلص وکیل اور قانونی معاملات میں بے مثال مہارت رکھتے تھے، اپنے دفتر میں مردہ پائے گئے۔
ان کا دفتر اسلام آباد کے ایک مرکزی علاقے میں واقع تھا، جہاں ہمیشہ کاروباری افراد، سیاستدان، اور مختلف طبقات کے لوگ آتے جاتے رہتے تھے۔
ظہیر احمد کی شہرت ان کی غیر متنازعہ دیانتداری اور قانون کے ساتھ بے پناہ وفاداری کی بدولت تھی۔
انہوں نے ہمیشہ نچلی سطح کے افراد کے حقوق کے لئے آواز بلند کی تھی اور کئی اہم کیسز میں تاریخی فیصلے جیتے تھے۔
ان کی موت نے قانونی کمیونٹی کو ہلا کر رکھ دیا تھا، کیونکہ ان کا قتل ایک گہری سازش کا اشارہ تھا۔
جب پولیس کو اطلاع ملی کہ ظہیر احمد کی موت مشکوک ہے، تو فوراً تحقیقاتی ٹیم کو ان کے دفتر بھیجا گیا۔
دفتر کا منظر تکلیف دہ تھا۔ ظہیر احمد کی میز کے قریب ان کا خون آلود جسم پڑا تھا،
اور ان کی گردن پر گہری چوٹ کے نشان تھے، جو ظاہر کرتے تھے کہ ان کی موت کسی تشویشناک اور سنگین حملے کے نتیجے میں ہوئی۔
مگر اس کے باوجود، قتل کا کوئی واضح سراغ نہیں مل سکا۔ نہ کوئی مشتبہ شخص نظر آیا، نہ ہی کوئی زبردست لڑائی کی علامات اور شواہد ملے۔
پولیس کی ابتدائی تحقیقات میں یہ پتہ چلا کہ ظہیر احمد کے دفتر میں کوئی بھی غیر معمولی چیز موجود نہیں تھی، اور نہ ہی وہاں سے کچھ غائب ہوا تھا۔
وہ ہمیشہ کی طرح کام میں مگن تھے اور کچھ اہم فائلوں پر کام کر رہے تھے۔
تاہم، ان کی موت کے بعد ایک اہم بات سامنے آئی: ان کے دفتر کے قریب ایک کیمرہ تھا، جو ایک گلی سے نظر آ رہا تھا۔
اس کیمرے کی فوٹیج پولیس کے ہاتھ لگی، مگر وہ بھی اتنی واضح نہیں تھی کہ کسی شخص کی شناخت کی جا سکے۔
پولیس کا خیال تھا کہ اس قتل کے پیچھے کوئی ذاتی دشمنی ہو سکتی ہے، کیونکہ ظہیر احمد کے متعدد کیسز میں کچھ بہت طاقتور افراد شامل تھے۔
ان کا تعلق مختلف شعبوں سے تھا، جن میں سیاستدان، کاروباری افراد، اور بعض اوقات جرائم پیشہ گروہ بھی شامل ہوتے تھے۔
ظہیر احمد نے اپنے کیریئر میں کئی مشہور مقدمات لڑے تھے، جن میں بعض ایسے تھے جن سے متاثر افراد کی زندگیوں میں شدید بدلے کی ہوس تھی۔
اس کے علاوہ، ظہیر احمد کی موت نے اس سوال کو بھی جنم دیا کہ کیا ان کی شہرت اور ان کے غیر متنازعہ موقف نے انہیں کسی دشمن کے لیے ہدف بنا دیا تھا؟
پولیس کو شک تھا کہ کسی نے ان کے قتل کے ذریعے قانون کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے، اور شاید اس سے بڑی سازشیں چھپی ہوئی ہوں۔
تحقیقات کے دوران پولیس کو ظہیر احمد کی زندگی کے کچھ اہم پہلوؤں کی جانب توجہ مبذول ہوئی۔
ایک دن، ان کے دفتر کی چھان بین کرتے ہوئے پولیس کو ایک محفوظ فولڈر ملا، جس میں کچھ اہم دستاویزات تھیں۔
ان دستاویزات میں چند ایسے کیسز کی تفصیلات تھیں جن میں ظہیر احمد نے طاقتور شخصیات کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔
ان میں سے کچھ کیسز میں قتل کی دھمکیاں بھی شامل تھیں، جن کا کوئی سراغ نہیں مل سکا تھا۔
آپ کیا کہتے ہیں کیپٹن فیاض اس معاملے میں میڈیا والے سوال پے سوال پوچھ رہے تھے۔؟
میں کیا کہہ سکتا ہوں کہا احمد نے اپنی زندگی میں بہت سے معاملات میں جرات مندانہ موقف اپنایا تھا،

اوران کی موت سے یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا یہ قتل کسی خاص معاملے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

جناب کیا پولیس کو اندازہ تھا کہ ان کے قتل کے پیچھے ایک منظم گروہ یا مافیا ہو سکتا ہے، جس نے ان کے سخت فیصلوں سے تنگ آ کر ان کی زندگی کا خاتمہ کیا۔

فلحال ہم کچھ نہیں سکتے۔

ٹی وی پر خبر چل رہی تھی کہ اسلام آباد، پاکستان کا دارالحکومت، ہمیشہ کی طرح دن کے مصروف ترین اوقات میں لوگ اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

لیکن ایک دن، شہر کے سب سے معروف وکیل کی پراسرار ہلاکت نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا۔

وکیل، ظہیر احمد، جن کی شہرت انصاف کے معاملے میں بے مثال تھی، اپنے دفتر میں مردہ پائے گئے۔

ان کے جسم پر ایک گہری چوٹ کے نشانات تھے، مگر ان کے قتل کا کوئی واضح سراغ نہیں مل رہا تھا۔

عمران خبرنامہ دیکھ کر بند کر دیتا ہے۔

نجانے عمران کے دماغ میں کیا خیال آیا کہ اس نے جھٹ سے فیاض کا نمبر ملایا۔

اور ریسیور کو کانوں سے لگایا۔

چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

ہیلو فیاض کہاں ہو؟ عمران پوچھنے لگا۔

نہیں سر میں ان کا ملازم کرم دین بات کر رہا ہوں۔

اچھا اچھا اردلی کرم دین۔۔۔کاکا فیاض دفتر میں ہے؟

جی صاحب بات کریں وہ موجود ہے۔

چند ہی لمحوں بعد عمران کے کانوں میں ایک بھاری بھرکم مانوس سے آواز سنائی تھی۔

جی فرمائیے کیپٹن فیاض از سپیکنگ۔

"ہیلو سوپر فیاض وٹ ڈو یو ڈو۔"

کس سلسلے میں فون کیا۔:

کچھ نہیں بس ویسے ہی میں نے زمین سے ستارے توڑے ہیں۔سوچا انہیں تمھاری سیکرٹری سامرا کو دوں۔

وہ سامرا نہیں بلکہ اسکا نام سمیرہ ہے۔"

دوسری بات عقل سے پیدل ستارے زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر ہوتے ہیں۔

اچھا بھول گیا تھا۔

آسمان پے چاند بھی ہوتا ہے۔

تو آسمان سے سورج پکڑ کے لے آتے۔

سوپر فیاض تم تو یہی جانتے ہو کہ میں جل بھن جاوں اور تم میرے کباب کھاو۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ

سوپر فیاض تمھارے لئے ایک حسین دوشیزہ دیکھی ہے میں نے۔

کیا سچی فیاض خوش ہونے لگا۔

دیکھا مجھے پتا تھا کہ تم بھابھی کو دھوکہ ضرور دو گے۔ بلکہ مجھے پکا یقین ہے۔"
عمران تم نے خبر سنی شہر کے جانے مانے نامور وکیل مارے گئے۔؟
ہاں معلوم ہے کیا کیس سراغ رسانی کے حوالے ہو گیا؟
جی میں ہی انچارج ہوں اس کیس میں۔
اچھا پھر تو خدا حافظ۔
ارے عمران سنو تو۔۔۔۔۔۔
عمران فون بند کر چکا ہوتا ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عمران تم ہو۔"۔۔۔۔۔
ہاں میں ہوں حقیر، فقیر، بندہ نادان، عاجز و مسکین، علی عمران۔
خیر اب تم حقیر و فقیر تو نہیں ہو بلکہ چست و چالاک ہو۔
آپکی ذرہ نوازی ہے روشی ڈارلنگ۔
روشنی ہسنے لگی۔ خوب لگتا ہے آج پھر دورہ پڑا ہے۔
اب دورہ پڑا ہو یا نا پڑا ہو کیا فرق پڑتا ہے کہ بھینس دودھ دیں یا بھینسا۔
یہ کیا بات ہوئی بھلا۔؟
یہ وہ بات ہوئی کہ چلو میرے ساتھ یوسف خان کے دفتر جانا ہے۔
تم نے بس مجھ سے پہلے جانا ہے اور اس سے باتیں اگلوانی ہے۔
پر مجھے کیا ملے گا۔؟
تمھیں سب کچھ ملے گا۔

مقدر کا بھرم رشتوں کی ڈوری ٹوٹ جاتی ہے
میں جس پر پاوں رکھتا ہوں وہ سیڑھی ٹوٹ جاتی ہے

بڑے سنجیدگی سے گیسوئے حالات سلجھانا
ذرا سی بیخیالی ہو تو کنگھی ٹوٹ ہی جاتی ہے

تو سانسیں بوجھ بن جاتی ہیں ہر معذور کندھے پر
بڑھاپے میں اگر بوڑھے کی لاٹھی ٹوٹ جاتی ہے

ہمیشہ اک نہ اک تازہ ضرورت سر پے رہتی ہے
میں ٹیبل لے لے کے آتا ہوں تو کرسی ٹوٹ جاتی ہے

ہماری کوششیں تقدیر کی محتاج ہے ہاشم
کنارہ پاس آتا ہے تو رسی ٹوٹ ہی جاتی ہے۔

اب یہاں اس غزل کی ضرورت تھی۔؟
ہاں بالکل کیوں نہیں ہاشم نعمانی کی بہترین غزل ہے مگر تم تو اردو ادب سے ناآشنا ہو تمھارا قصور نہیں۔
یعنی تم مجھے جاھل سمجھتے ہو؟
ہاں یعنی ہاں نہیں۔
میں نے ایسا کب کہا۔؟
ویسے یہ ایکسٹو کون ہے۔؟ روشی پوچھنے لگی۔
مجھے کیا پتہ کوئی جن ہوگا۔
لو جی دفتر پہنچ گئے عمران نے گاڑی پارک کی اور اس سے ایک گھنٹہ پہلے روشی دفتر کے اندر چلی گئی تھی۔
روشی کے واپسی کے بعد عمران بھی دفتر میں داخل ہونے لگا۔
اسلام علیکم جناب مجھے ایڈووکیٹ یوسف خان کہتے ہیں۔
تشریف رکھئے میں آپکے لئے شربت منگواتا ہوں۔
نہیں اس کی ضرورت نہیں رہنے دیجئے۔
آپ مقتول کے قریبی دوست ہے۔؟
جی بالکل میں آنجہانی ظہیر احمد کا شریک وکیل، یوسف خان، جو ہمیشہ ان کے ساتھ کام کرتا تھا۔
مجھے اسکی موت کا سخت افسوس ہے۔
یوسف خان میں نے سنا ہے کہ آپ اس معاملے میں گہرے طور پر ملوث ہیں۔
جناب یہ آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔
جبکہ آپ نے سنا ہوگا کہ یوسف خان نے پولیس کیساتھ مکمل تعاون کیا اور میں نے ہی پولیس والوں کو بتایا تھا
کہ ظہیر احمد نے حال ہی میں ایک اہم کیس میں فتح حاصل کی تھی، جس میں ایک طاقتور سیاسی شخصیت کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا تھا۔
یوسف خان نے مزید کہا کہ وہ اس قتل کے حوالے سے بہت کچھ جانتے ہیں، مگر وہ کسی بھی صورت میں خطرے میں نہیں پڑنا چاہتے تھے۔
جب آپ یہ سب جانتے تھے تو وقت پر کیوں نہیں بتایا۔؟
میں نے بتایا تو تھا اور میری ہی یہ تمام معلومات پولیس کو اس بات کی طرف اشارہ دے رہی تھیں
کہ ظہیر احمد کا قتل کسی ذاتی انتقام یا سیاست سے جڑا ہوا ہوسکتا ہے۔
مگر میرے خیال میں تمھاری باتوں نے پولیس کے تفتیشی عمل کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔

اس میں میرا کوئی قصور نہیں بلکہ ان کے قتل کے بعد، پورے شہر میں افواہیں پھیل گئیں تھیں کہ اس کے پیچھے کسی بہت بڑے نیٹ ورک کا ہاتھ ہوسکتا ہے۔
اور یہ افواہیں تمھارے وکلاء کی کمیٹی نے پھیلائیں تھیں جس کی وجہ سے
پولیس نے فوراً مختلف مشتبہ افراد کو زیرِ تفتیش لیا، جن میں کئی اہم شخصیات شامل تھیں،
جنہوں نے ظہیر احمد کے ساتھ مختلف مقدمات میں منافع کی بنیاد پر کام کیا تھا۔
ان تمام افراد کا ماضی اور موجودہ تعلقات، پولیس کے لیے ایک بڑا چیلنج بن چکے تھے۔
اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا جناب علی عمران صاحب۔
آپ شربت نوش فرمائیں تازہ پھلوں سے بنوایا ہے۔
جی بہت شکریہ ابھی دل نہیں چاہتا پھر کبھی سہی۔
یہ مقدمہ وقت کے ساتھ پیچیدہ ہوتا جا رہا تھا۔
ایک طرف ظہیر احمد کی موت کی تحقیق جاری تھی، تو دوسری طرف ان کے قتل کے پیچھے چھپے ہوئے راز اب تک کھلنے کی کوشش کر رہے تھے۔
پولیس کو یقین تھا کہ انہیں جلد ہی اس قتل کی حقیقت کا پتہ چل جائے گا،
مگر یہ سوال ابھی بھی برقرار تھا: کیا ظہیر احمد کا قتل صرف ایک حادثہ تھا، یا اس کے پیچھے ایک بڑی سازش چھپی ہوئی تھی؟

پاکیشیا کے سراغ رسانی ڈیپارٹمنٹ کو فوری طور پر اس کیس کی تحقیقات سونپ دی گئیں۔
کیپٹن فیاض نے اس تحقیقاتی ٹیم کی قیادت کر رہے تھے۔ اس کے ٹیم کے درمیان ایک خاص ہم آہنگی تھی،
اور وہ سب جانتے تھے کہ یہ کیس معمولی نہیں، بلکہ ان کے لیے ایک نیا چیلنج ثابت ہونے والا تھا۔
میڈیا والے ٹھیک کہتے ہیں کہ معروف وکیل ظہیر احمد کی پراسرار ہلاکت نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔
ظہیر احمد، جن کی شہرت انصاف کے معاملے میں بے مثال تھی، اپنے دفتر میں مردہ پائے گئے۔
ان کے جسم پر ایک گہری چوٹ کے نشانات تھے، مگر ان کے قتل کا کوئی واضح سراغ نہیں مل رہا تھا۔
کتنی شرم کی بات ہے فیاض سخت غصے میں تھا۔
سر ان کے دفتر کے سی سی ٹی وی کیمرے بھی خراب تھے، جس سے تحقیقات اور زیادہ مشکل ہوگئی تھیں۔
ایک اہلکار ڈرتے ڈرتے بولا۔
شٹ آپ یہ مت بولنا دوبارہ۔۔
فیاض نے ظہیر احمد کے دفتر اور گھر کی گہری چھان بین کی۔
انہوں نے ظہیر احمد کے قریبی لوگوں سے بات کی، لیکن کسی کو کوئی اہم معلومات نہیں ملیں۔
لیکن ایک بات ان کی نظر میں آئی۔
ظہیر احمد کے دفتر کے ایک پوشیدہ حصے میں انہیں ایک خفیہ فائل ملی،
جس میں ایک بڑے سیاسی شخصیت کے خلاف کچھ بہت اہم ثبوت موجود تھے۔
اس فائل میں موجود معلومات نے انہیں ایک نئے پہلو کی طرف دھکیل دیا۔

یہ قتل صرف ایک معمولی قتل نہیں بلکہ ایک منظم سازش کا حصہ لگ رہا تھا۔

اس فائل میں ایک خفیہ کوڈ بھی موجود تھا جسے حل کرنے میں انہیں کئی گھنٹوں لگ گئے۔

فیاض نے دوبارہ سے ظہیر احمد کے دفتر اور گھر کی گہری چھان بین شروع کی، اوران کے مشتبہ قاتل تک پہنچنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔

وہ جانتے تھے کہ ظہیر احمد کی موت ایک معمولی قتل نہیں تھا، بلکہ اس کے پیچھے کسی بڑی سازش کا ہاتھ تھا۔

ان کی ابتدائی تحقیقات میں کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی تھی، کیونکہ ظہیر احمد کے قریبی لوگ،

جنہوں نے ان کے ساتھ وقت گزارا تھا، کسی بھی اہم معلومات کا ذکر کرنے سے گریز کرر ہے تھے۔ یہ معاملہ ان کے لیے مزید پیچیدہ ہورہا تھا۔

عمران اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے، دل میں غصہ چھپائے، اپنے خانساماں کو آواز دی۔"

تم تو بس نکمے ہو! میری ساری تنخواہ تم بے مقصد چیزوں پر خرچ کر دیتے ہو۔

میں تمہیں روز کہتا ہوں کہ کھانا اچھا بناؤ، لیکن تمہیں کچھ بھی نہیں آتا۔"

سلیمان جو کچھ دیر پہلے ہی کھانا تیار کر کے آیا تھا، ہچکچاتے ہوئے بولا،" مگر صاحب، آپ تو کبھی خوش نہیں ہوتے۔"

عمران کی آنکھوں میں غصہ کی لہر دوڑ گئی۔"تمھارے ہاتھ کا کھانا تو کچھ نہیں،

میں تو سوچ رہا ہوں کہ تم میری کتابیں کباڑی کو بیچ دو، تاکہ وہ کم از کم ان کا کچھ تو فائدہ اٹھائے۔"

سلیمان پریشانی کے عالم میں بولا،" لیکن صاحب، یہ تو آپ کی کتابیں ہیں، یہ بہت قیمتی ہیں۔"

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا،" اگر ان کا کوئی فائدہ نہیں تو پھر وہ کباڑی کو کیوں نہ دے دی جائیں؟"

کیوں نہیں فائدہ تو ہے آپ روز کوئی نہ کوئی کتاب پڑھتے ہیں۔

گدھے کہی کے میرا مطلب ہے یہ پرانے فرسودہ رسالے کباڑی کو بیچ دو۔

اورخبردار جو وہ پیسے تم نے ہڑپ کئے۔

ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔

صاحب ویسے آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں۔

کیا مطلب۔؟

کچھ نہیں کیا آپ چائے لینگے۔؟

احمق لینگے نہیں چائے نوش فرمائیں گے۔؟ ایسے پوچھتے ہے۔

مگر تم تو صدا کے جاہل ہو۔

وہ دونوں ایک لمحے کے لئے خاموش ہو گئے، جیسے کسی نے ان کے درمیان ایک خالی خلا چھوڑ دیا ہو۔

عمران کی غصے میں بھری باتوں نے سلیمان کے دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا کر دی تھی،

اور وہ سوچنے لگا کہ آیا واقعی وہ ان سب چیزوں کا مستحق تھا جو عمران اسے کہہ رہے تھے۔

ان کی لڑائی صرف کھانے اور پیسوں تک محدود نہیں تھی، بلکہ اس کے متعلق سلیمان جو خبریں فیاض تک پہنچایا کرتا تھا وہ بھی شامل تھیں۔

صاحب کہاں جارہے ہیں۔؟

میں اس وکیل کے گھر اور دفتر کا معائنہ کرنے جا رہا ہوں۔
شام تک واپس آ جاوں گا۔
او کے صاحب آئی ویل بی ویٹنگ۔
سبحان اللہ سلیمان پاشس انگریزی بول رہے ہیں۔
دفتر پہنچ کر جب عمران نے ظہیر احمد کے دفتر میں دوبارہ چھان بین شروع کی،
تو انہیں ایک پوشیدہ کمرے میں ایک خفیہ فائل ملی۔
یہ فائل ایک فائل کابینٹ میں رکھی ہوئی تھی، جو عام طور پر غیر اہم کاغذات کے ساتھ بھری ہوئی تھی۔
مگر اس فائل کا اندرونی مواد اتنا اہم تھا کہ اس نے فوراً اس کی توجہ کھینچ لی۔
فائل میں ایک بڑے سیاسی شخصیت کے خلاف کچھ انتہائی سنجیدہ اور اہم ثبوت موجود تھے۔
یہ ثبوت نہ صرف سیاسی سطح پر ایک ہلچل پیدا کرنے والے تھے،
بلکہ ان سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس سیاسی شخصیت کا ظہیر احمد کے ساتھ گہرا تعلق تھا، اور وہ ان کے کاموں سے تنگ آ چکا تھا۔
فائل میں موجود دستاویزات کی تفصیلات نے عمران کو ایک نئے پہلو کی طرف دھکیل دیا۔
یہ صرف ایک معمولی قتل نہیں تھا، بلکہ ایک منظم سازش کا حصہ لگ رہا تھا۔
فائل میں چھپے ہوئے مواد کے مطابق، ظہیر احمد نے اس سیاسی شخصیت کے خلاف ایک اہم کیس میں گواہیاں جمع کی تھیں،
جو اس شخصیت کی غیر قانونی سرگرمیوں کو بے نقاب کرنے والی تھیں۔
ان گواہیوں میں کچھ ایسے الزامات بھی شامل تھے جو اس شخصیت کو بدنام کر سکتے تھے، اور اس کے سیاسی مستقبل کو ختم کر سکتے تھے۔
یہ معاملہ اتنا حساس تھا کہ اس فائل میں معلومات کی حفاظت کے لیے ایک خفیہ کوڈ بھی شامل تھا، جو کسی عام شخص کے لیے حل کرنا تقریباً ناممکن تھا۔
عمران وہ فائل اپنے ساتھ گھر لے آتا ہے۔

تم کون ہو۔ میں کہتا ہوں منہ سے نقاب اتارو ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔
لیکن نقاب پوش اپنے ساتھ سمیت خاموش کھڑا تھا۔
کیا تم نے سنا نہیں یا تم بہرے ہو؟ اس بار آواز میں شدید غراہٹ تھی۔
لیکن نقاب بدستور گم سم کھڑے اسے گھور رہے تھے۔
اس نے اپنے ماتحت کو آواز تھی۔
ایجنٹ ایکس گیلری نمبر ایک پر تمھاری ڈیوٹی تھی۔"
پھر یہ دونوں نقاب پوش اندر کیسے آئے؟
وہ چھپ چھاپ سر جھکائے کھڑا تھا۔
سچ سچ بتاو جوان تم کون ہو۔؟ اس بار نقاب پوش نے سوال کیا۔
میں سی آئی ڈی انسپکٹر ہوں۔

تم جھوٹ بول رہے ہو۔

میں سچ بول رہا ہوں۔

اچھا چلو مان لیا میں بھی پرنس آف ڈھمپ ہوں۔

کیپٹن شکیل کی جان میں جان آئی کہ عمران کے کتنے بہروپ ہے۔

ویسے اپنے ماتحت کو ڈانٹ مت پلانا۔

کیونکہ میں نے اسے اپنا سیکرٹ سروس کا کارڈ دکھایا تھا۔

مگر آپ تو سیکرٹ سروس کا حصہ نہیں۔۔۔۔۔؟

ہاں نہیں ہوں مگر کبھی کبھی پلاو کی جگہ بریانی کھالیتا ہوں۔

شکیل عمران کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے خاموش رہا۔

دراصل میں ایک پزل کے سلسلے میں آیا ہوں۔

چونکہ تم زیرک اور عقل مند ہو اس لئے یہ کام تم کرو عمران نے فوراً اس کوڈ کو حل کرنے کی مدد مانگی، لیکن اس میں کئی گھنٹے گزر گئے۔

کوڈ اتنا پیچیدہ تھا کہ اس کا ہر جز مختلف اشاروں اور نشانوں میں چھپایا گیا تھا۔

دونوں نے مسلسل کوششیں کیں، مختلف زاویوں سے اس کوڈ کا تجزیہ کیا، اور بالآخر انہیں کامیابی حاصل ہوئی۔

جب انہوں نے اس کوڈ کو حل کیا، تو جو معلومات سامنے آئیں وہ نہ صرف حیران کن تھیں، بلکہ اس نے پورے کیس کی نوعیت ہی بدل دی۔

کوڈ کے ذریعے سامنے آنے والی معلومات میں یہ بات واضح ہو رہی تھی کہ

ظہیر احمد نے اس سیاسی شخصیت کے خلاف اتنی اہم ثبوت اکٹھے کیے تھے کہ اس کی زندگی کو خطرہ لاحق تھا۔

یہ ثبوت اس شخصیت کی کرپشن، منی لانڈرنگ، اور دیگر غیر قانونی سرگرمیوں کے بارے میں تھے،

اور یہ تمام باتیں کسی بڑے سیاسی اسکینڈل کی صورت میں منظر عام پر آنے والی تھیں۔

اس کے علاوہ، فائل میں ایک منصوبہ بھی شامل تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ کس طرح اس سیاسی شخصیت نے ظہیر احمد کو خاموش کرنے کی کوشش کی تھی،

اور آخر کار، اس نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔

لو یہ تو فلم الٹی چل پڑی میں تو یوسف خان کو شیر بانو ڈھونڈ ھ کے دینے والا تھا یہاں تو فرہاد نکل آیا اب شریں کو تلاش کرنا پڑے گا۔

باس! روشی میم ہے نا شریں۔

دوسرا نقاب پوش بولا۔

چھپ کرو جوزف ہر جگہ منہ نہیں کھولتے۔

اب عمران اور شکیل کے سامنے ایک نیا چہرہ تھا، اور اس قتل کا مقصد صاف ظاہر ہو چکا تھا۔

ظہیر احمد کو اس لیے مارا گیا تا کہ وہ اس سیاسی شخصیت کی غیر قانونی سرگرمیوں کو بے نقاب نہ کر سکے۔

اس قتل کے پیچھے جو سازش تھی، وہ نہ صرف سیاستدانوں کی سطح تک پہنچتی تھی بلکہ اس میں کئی طاقتور کاروباری افراد اور بعض دیگر اہم شخصیات بھی ملوث ہو سکتی تھیں۔

عمران اور فیاض نے فوراً اس نئے سراغ کے ساتھ پولیس کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا،

اور اس فائل کے حوالے سے انہیں آگاہ کیا۔ پولیس حکام نے اس نئی دریافت پر فوراً کارروائی شروع کی اور اس فائل کی تحقیقات کی۔

یہ ثبوت اتنے اہم تھے کہ ان کی بنیاد پر پولیس نے کئی مشتبہ افراد کو گرفتار کرنا شروع کیا، اور تحقیقات کی رفتار میں تیزی آ گئی۔

اس دوران، عمران اور فیاض کو یہ بھی سمجھنے میں کامیابی حاصل ہوئی کہ ظہیر احمد کے قتل کی اصل سازش میں کچھ اور اہم افراد بھی ملوث تھے۔

اس نے ان دونوں کو ایک پیچیدہ سیاسی کھیل کی طرف متوجہ کیا، جہاں طاقتور لوگ اپنی پوزیشنوں کو بچانے کے لیے کچھ بھی کر سکتے تھے

ظہیر احمد کا قتل اس بات کا عکاس تھا کہ جب قانون کی پیروی کرنے والا شخص طاقتور شخصیات کے راستے میں آتا ہے،
تو ان کے لیے اسے مٹا دینا ایک آسان حل بن جاتا ہے۔
اب عمران اور فیاض کا اگلا قدم یہ تھا کہ وہ ان طاقتور لوگوں تک پہنچیں جو اس قتل کے پیچھے تھے، اور اس سازش کا پردہ فاش کریں۔
لیکن ایک سوال ابھی بھی ان کے ذہن میں تھا: کیا وہ اس پورے معاملے کو سامنے لا کر سچ کا پتا چلا پائیں گے،
یا ان طاقتور لوگوں کی جال میں پھنس کر اس کیس کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا جائے گا؟
یہ سوال ابھی بھی ان کے سامنے تھا، اور ان کی تحقیقات کا نیا مرحلہ شروع ہونے کو تھا۔

ایک دن عمران کلب میں اپنی دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا کہ اچانک ایک فیشن ایبل لڑکی اس کے قریب آئی۔
اس لڑکی نے مسکرا کر کہا، " تمہیں پتہ ہے؟ شہر کا مشہور وکیل، فرہاد، مجھے بہت پسند کرتا ہے اور مجھ پہ مرتا ہے۔"
یہ بات سن کر عمران کی آنکھوں میں حیرانی اور پریشانی کا تاثر آ گیا۔
اس نے سوچا جیسے ایک جھرمٹ سے طوطے اڑ گئے ہوں۔
وہ سوچنے لگا کہ فرہاد جیسا کامیاب وکیل ایک لڑکی کے پیچھے کیوں پڑا ہوا ہے؟
اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی عزت نفس پر حملہ محسوس کر رہا تھا۔
یعنی یہ لڑکی اسکے عزت نفس کو بڑی طرح مجروح کر چکی تھی۔
عمران کا دل بے چینی سے دھڑک رہا تھا، کیونکہ وہ ہمیشہ سمجھتا تھا کہ کوئی بھی کسی لڑکی کے دل میں اپنی جگہ آسانی سے نہیں بنا سکتا ہے۔
لڑکی شراب کی نشے میں دھت تھی اور بغیر سوچے سمجھے بول رہی تھی۔
لڑکی نے جب عمران کی خاموشی دیکھی تو اس کے چہرے پر ہنسی کی ایک ہلکی سی لہر آئی۔
" کیا تمہیں یقین نہیں آیا؟" وہ ہنستے ہوئے بولی۔ عمران نے گہری سانس لی اور دل میں فیصلہ کیا کہ وہ اس کہانی کا حقیقت سے ضرور پتہ لگائے گا۔
ہاں یقین آ گیا ہے محترمہ پہلے لیموں کی سکنجبین پی لیں تھوڑا ہوش میں آئیں اپنی وقار کا خیال رکھیں ہوٹل میں طرح طرح کے لوگ موجود ہیں۔
عمران کا دماغ اب اس بات پر مسلسل کام کر رہا تھا کہ آخر فرہاد اور وہ لڑکی کیا راز چھپا رہے ہیں۔
اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس معاملے کی حقیقت معلوم کرے گا۔
وہ جوزف اور جوانا کے پاس پہنچا، جو اس کے باڈی گارڈ تھے اور ہمیشہ نئی خبریں لاتے رہتے تھے۔
" کیا تم دونوں کچھ جانتے ہو فرہاد کے بارے میں؟" عمران نے دونوں سے سوال کیا۔
جوزف، جو ہمیشہ ہر بات کی تہہ تک پہنچنے کا شوقین تھا، فوراً بولا، " آج صبح فرہاد کو ایک نئی گاڑی میں دیکھا باس، لڑکی کے ساتھ۔
لوگ کہتے ہیں کہ وہ لڑکی ہی اس کی زندگی میں اہمیت رکھتی ہے۔"
مگر چھان بین سے پتہ چلا کہ وہ اسکی سیکرٹری ہے۔ جو اسکے دفتر میں کام کرتی ہے۔
اور جوانا تم کیا جانتے ہو۔؟
جوانا نے مزید کہا، " کل تو اس فرہاد نامی چوہے نے ایک قریبی کیفے میں اسی شرابی میم سے ملاقات کی تھی۔
لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ دونوں وہاں کافی دیر بیٹھے تھے، لیکن کچھ نہیں بتایا کہ کیا بات ہوئی۔"
عمران کی نظریں چمک اُٹھیں۔ " تو تم دونوں کہتے ہو کہ فرہاد واقعی اس لڑکی کو پسند کرتا ہے؟"
جوزف نے کہا، "ہاں، یہ لڑکی اس کے قریب ہے، لیکن شاید کوئی اور بات بھی ہو۔ فرہاد کبھی اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں بات نہیں کرتا۔"

اب عمران سمجھنے لگا تھا کہ یہ محض ایک سادہ محبت کی کہانی نہیں، بلکہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔
اس نے دل میں تہیہ کیا کہ وہ اس معاملے کی مزید تفتیش کرے گا، کیونکہ اس کے ذہن میں سوالات کا طوفان اُٹھ چکا تھا۔
باس مجھے پکا یقین ہے اس بھیڑ و میم کے اس فرہاد کیساتھ چکر وکر چل رہا ہے۔"
اچھا چلو واپس چلتے ہیں۔
کہی یہ شرابن ہم پر حملہ نہ کر دیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔
سوپر فیاض پھر ناراض ہوتا ہے۔"

کوڈ حل ہونے کے بعد انہیں پتہ چلا کہ قتل کے پیچھے ایک بڑے سیاسی گروہ کا ہاتھ ہے۔
وکیل ظہیر احمد نے ان کے خلاف اہم ثبوت جمع کرنے شروع کر دیے تھے،
اور یہی وجہ تھی کہ انہیں خاموش کرنے کی سازش رچی گئی تھی۔
عمران اور فیاض نے اپنی تحقیقات کے ثبوت حکومت کے سامنے پیش کیے اور سازش میں ملوث تمام افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔
ظہیر احمد کے قتل کا کیس حل ہونے کے قریب تھس ،لیکن اس نے ایک خوفناک حقیقت کا انکشاف کیا تھا: اقتدار کی بھوک کبھی کبھی انسانیت کو بھی روند دیتی ہے۔
کہاں جا رہے ہو سوپر فضی۔؟
کہی نہیں بس کچھ سوچ رہا تھا۔
عمران اور فیاض نے جلدی سے کیس کے مختلف پہلوؤں پر تفتیش شروع کر دی تھی۔
ظہیر احمد کے دفتر کے داخلی راستے، جہاں وہ قتل ہوئے تھے، کی کھوج کی گئی۔
عمران یہاں دیکھو
یہاں کچھ خون کے نشانات اور ایک خنجر کے آثار ملے ہے۔
ہاں واقعی لیکن یہ عجیب بات ہے کہ خنجر کا دھاگہ صاف ستھرا تھا، اس پر کسی بھی قسم کی انگلیوں کے نشانات نہیں ہیں۔
عمران نے اپنے تجربے کو استعمال کرتے ہوئے اس دھاگے کے بارے میں مزید تفتیش کی اور یہ معلوم کیا کہ
یہ خنجر ایک خاص قسم کے کارخانے میں بنایا گیا ہے، جو بہت کم افراد کے زیر استعمال ہوتا ہے۔
اس سراغ نے انہیں ایک نئی سمت دکھائی۔
سوپر فضی! اسکا مطلب یہ ہے کہ ہمیں
ایک ایسے خفیہ گروہ کا پتہ چلا ہے جس کا تعلق نہ صرف دہشت گردی سے ہے،
بلکہ وہ ملک کے اہم کاروباری افراد کو بھی نشانہ بنا رہے ہیں۔
یعنی تمھارا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا مقصد سیاسی اور اقتصادی اثر و رسوخ حاصل کرنا ہے، اور وہ اپنے مقاصد کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔
فیاض، ایک زیرک لیکن تجربہ کار تفتیشی افسر تھا جس کی آنکھیں قصے کہتی بھی تھیں اور کہانیاں سناتی بھی تھیں،)
چھٹی حس رکھنے والا، تیز ذہن (۔فیاض، اس کا نوجوان اور پرجوش ساتھی،)
ٹیکنالوجی کا ماہر، جدید طریقوں سے واقف (جو عمران کی مدد کر رہا تھا۔ بلکہ یوں کہنا بجا ہوگا کہ عمران اسکی مدد کر رہا تھا۔"

ظہیر احمد، ایک امیر کاروباری شخصیت، کے قتل کی تحقیقات میں دونوں جُٹ گئے تھے۔
ظہیر کے دفتر میں انہیں خون کے نشانات اور ایک خنجر ملا، لیکن خنجر کا دھار صاف ستھرا تھا، کسی قسم کے انگلیوں کے نشان نہیں تھے۔
یہ ایک غیر معمولی سی بات تھی۔
عمران نے اپنی سالہا سال کی تجربہ کاری کا استعمال کرتے ہوئے خنجر کی تفتیش شروع کرتا ہے۔
اس نے دریافت کیا کہ یہ خنجر ایک نایاب قسم کا تھا، جو صرف ایک مخصوص کارخانے میں بنتا ہے۔
یہ کارخانہ بہت پوشیدہ تھا اور صرف چند منتخب افراد اس کے بارے میں جانتے تھے۔
یہ سراغ انہیں ایک خفیہ گروہ کی جانب لے جاتا ہے جو دہشت گردی میں ملوث تھا اور ملک کے امیر تاجروں کو نشانہ بنا رہا تھا۔
فیاض نے اپنی تکنیکی مہارت سے اس گروہ کی آن لائن سرگرمیوں کا سراغ لگایا، ان کے خفیہ میسجز اور رقم کے لین دین کا پتہ چلایا۔
گروہ کا مقصد صرف قتل ہی نہیں تھا بلکہ سیاسی اور اقتصادی دباؤ ڈالنا بھی تھا۔
انہوں نے ظہیر احمد کو اس لیے نشانہ بنایا تھا کہ وہ ایک اہم سیاسی شخصیت کے قریب تھا۔
فیاض کی تکنیکی مدد اور عمران کی تجربہ کاری کے باعث پولیس کو گروہ کے ارکان کو پکڑنے میں کامیابی ملی۔
گروہ کے سرغنہ کا پتہ چلا جو ظہیر کے ایک پرانے دوست اور کاروباری شریک ترین جمشید تھا۔
اس نے ظہیر کو اس لیے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ گروہ کی خفیہ سرگرمیوں کا پتہ چلا چکا تھا۔
اس طرح عمران اور فیاض نے ایک پیچیدہ کیس کو حل کیا اور ایک خطرناک گروہ کو ناکام بنایا۔
ان کے کام نے ثابت کیا کہ تجربہ اور جدید ٹیکنالوجی مل کر کسی بھی مشکل معاملے کو حل کر سکتی ہیں۔
مگر جب تفتیش کی تو مجرم نے ظہیر احمد کو قتل کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔
البتہ وہ اس کو قتل کرنا چاہتا تھا مگر اس سے پہلے کسی اور نے اسے قتل کر دیا۔
یہ بات سب کے لئے حیران کن تھیں۔
عمران نے اس گروہ کے بارے میں مزید معلومات جمع کیں۔
اس نے دریافت کیا کہ اس گروہ کا تعلق ایک قدیم خاندانی تنظیم سے ہے، جو کئی دہائیوں سے ملک کے اندر خفیہ طور پر کام کر رہی تھی۔
یہ تنظیم طاقتور لوگوں کو اپنے قبضے میں لاتی تھی اور ان کی مدد سے ملک کے فیصلوں کو اپنی مرضی کے مطابق بدل دیتی تھی۔
ظہیر احمد کا قتل یہ گروہ ایک انتباہ کے طور پر پیش کر وا رہے تھے، کیونکہ وہ وکیل اس گروہ کے رازوں کو افشاء کرنے والے تھے۔
عمران اور فیاض نے اپنے وسائل استعمال کرتے ہوئے اس گروہ کے اندرونی کاموں کا پتا لگانے کا فیصلہ کیا۔
وہ جانتے تھے کہ اس گروہ کی سرگرمیاں نہ صرف حکومت کی سکیورٹی کو متاثر کر سکتی ہیں بلکہ ملک کی مستقبل کی سمت کو بھی تبدیل کر سکتی ہیں۔

ترین جمشید کے دفتر کے دروازے سے نکلتے ہی ہوا کی سرد لہروں نے عمران کے چہرے کو چھوا اسے سردی کا احساس ہوا۔
وہ چند لمحے رک کر گلی کے دونوں اطراف نظر دوڑاتا رہا، جہاں رات کی خاموشی میں صرف دور کہیں ایک کار کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

مگر اچانک، جیسے کچھ آہٹ سی سنائی دی، ایک سایہ تیز قدموں سے اس کی طرف بڑھنے لگا۔
اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتا، ایک خوفناک شکل کا مکروہ آدمی اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔
اس کا چہرہ سیاہ مکھوٹے سے چھپا ہوا تھا، اور اس کی آنکھوں میں ایسی گہرائی تھی جیسے اس میں نہ ختم ہونے والا اندھیرا چھپا ہو۔
اس کے ہاتھ میں ایک چمچماتی ہوئی دھاری دار تلوار تھی، جو چاند کی مدھم روشنی میں چمک رہی تھی۔
عمران کے جسم میں سنسنی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ وہ ہلنے کی کوشش کرتا ہے، مگر جسے اس کا دماغ جیسے مفلوج ہو چکا ہو۔
اس سے پہلے کہ وہ کچھ بول پاتا،
وہ خوفناک آدمی بولا، "ترین جمشید کا پیچھا چھوڑ دو چھوٹے لڑکے، ورنہ تمہاری تقدیر تمہاری خواہشوں سے کہیں زیادہ تلخ ہوگی۔"
چھوٹا لڑکا کون ہے؟ بدصورت بڈھے۔؟
عمران کی نظریں اس کے چہرے پر مرکوز تھیں، جیسے وہ اس کا ہر لفظ اپنے دل میں جذب کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔
یہ کیا حقیقت تھی یا سراب تھا؟ ترین جمشید کے پیچھے چھپے ہوئے راز، یا کچھ اور جو وہ ابھی تک نہیں سمجھ پایا تھا؟
" کیا چاہتے ہو تم؟" عمران نے لرزتے ہوئے پوچھا۔ جان بوجھ کے ڈرنے لگا۔
"جو تم نہیں جاننا چاہتے،" وہ شخص بولا اور اس کی آواز میں ایسی سردمہری تھی کہ عمران کا دل تھم سا گیا۔
"اب تمہیں واپس مڑ کر جانے کا راستہ دکھا رہا ہوں،
لیکن اگر تم نے پھر سے اس راستے پر پھر سے قدم رکھا، تو کچھ بھی بچا نہیں پاؤ گے۔"
پھر اس خوفناک آدمی نے پوڈر جسا کچھ چھڑکا کہ عمران آنکھیں ملنے لگا اور چند سیکنڈز میں
وہ شخص اس طرح غائب ہو گیا جیسے ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو، اور عمران وہیں کھڑا رہ گیا۔
"ترین جمشید کیوں حملہ کروائے گا مجھ پر؟" اس نے خود سے پوچھا، اور گلی کی خاموشی میں اس کی آواز گویا کسی پراسرار سرگوشی میں بدل گئی۔
وہ وہاں روانہ ہوتا ہے کہ شاہد وہ خوفناک آدمی آگے مل جائے۔
عمران نے اس گروہ کے بارے میں مزید معلومات جمع کرنے کا فیصلہ کیا۔
اس کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ یہ کوئی معمولی گروہ نہیں تھا، بلکہ ایک قدیم خفیہ تخریبی تنظیم تھی،
جو دہائیوں سے ملک کے اندرونی معاملات میں اپنا اثر ورسوخ استعمال کر رہی تھی۔
ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ طاقتور لوگوں کو بلیک میل کر کے یا انہیں مالا مال کر کے اپنے قابو میں لیتے
اور پھر ان کی مدد سے قومی فیصلوں کو اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کرواتے۔
ظہیر احمد، ایک شریف وکیل، جو اس خفیہ مافیا کے رازوں کو عوام کے سامنے لانے والا تھا، اس گروہ کا ایک انتہاہی نشان تھا۔
اس قتل نے عمران کی لگن کو مزید تیز کر دیا تھا۔

کیا ہو رہا ہے سوپر فیاض۔؟
تم تو مجھے بھول ہی گئے۔
فیاض جو عمران کا پرانا ساتھی تھا۔ دونوں نے مل کر اس گروہ کے اندرونی کاموں کا پتا لگانے کا فیصلہ کیا تھا۔
کرنا کیا ہے میں نے شکیل سے کہا تھا کہ اس خفیہ تنظیم کے سرورز کو ہیک کرنے کی کوشش شروع کر دو،

تو پھر کیا ہوا۔؟

ابھی تک لگا ہوا ہے مگر اسکے برعکس اس نے گروہ کے ممبروں کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا شروع کر دیں۔

انہیں پتہ چلا کہ گروہ کے ارکان عام لوگوں کے لباس میں ملبوس تھے، اور ان کے درمیان رابطہ ایک خاص کوڈ ورڈز اور خفیہ اجلاسوں کے ذریعے ہوتا تھا۔

یہ بات تو مجھے بھی معلوم ہے اس خفیہ تنظیم کا رہنما و سربراہ ایک پردے کے پیچھے کام کرتا ہے، اپنی شناخت کو چھپائے رکھتا ہے۔

شکیل کو یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ایک بڑا بین الاقوامی نیٹ ورک تھا جس کے اثر و رسوخ ملک سے بہت آگے تک پھیلے ہوئے تھے۔

اب شکیل اور صفدر کو تہہ تک پہنچنا تھا جہاں سے اس منحوس سائے اور اس خفیہ گروہ کو ختم کیا جا سکتا ہے،

اور ملک کو اس خفیہ خطرے سے نجات دلائی جا سکتی ہے۔ان کے سامنے ایک نئی اور خطرناک لڑائی شروع ہو گئی ہے۔

اچھا ٹھیک ہے سوپر فضی میں گھر جا رہا ہوں کوئی غیر معمولی بات ہو تو مجھے اطلاع وقت سے پہلے دینا۔

عمران کی تحقیقات انھیں اس گروہ کے ایک طاقتور رکن تک لے گئیں۔اس رکن کا نام شاہد علی تھا،

جو ملک کے سب سے بڑے کاروباری خاندانوں میں سے ایک کا حصہ تھا۔

اس شخص کے تعلقات سرکاری حکام، سیاستدانوں اور کاروباری شخصیات سے تھے، جو اس کے لیے ایک محفوظ راستہ فراہم کرتے تھے۔

عمران نے خطرے کا سامنا کرتے ہوئے شاہد علی کے خلاف ثبوت جمع کرنے شروع کیے۔

ایک رات، جب وہ ایک خفیہ ملاقات کے دوران شاہد علی کے قریبی افراد پر نظر رکھ رہے تھے،

انہوں نے معلوم کیا کہ انہیں اس معاملے میں صرف سیاسی نہیں بلکہ ذاتی طور پر بھی خطرات کا سامنا ہو سکتا ہے۔

)ایک تجربہ کار پولیس افسر — بے باک اور ذہین (انسپکٹر شکیل) ایک کمپیوٹر ہیکر — بے چین اور تیز رفتار

(کے طویل عرصے سے جاری تحقیقات انہیں ایک ایسے گروہ کے پیچھے تک لے گئی جو منظم جرائم میں ملوث تھا۔

ان کی تحقیقات کے دھاگے انہیں شاہد علی نامی ایک طاقتور شخص تک لے گئے، جو ملک کے ایک نامور کاروباری خاندان کا رکن تھا۔

وہ فوراً عمران کو بتا دیتا ہے کہ

شاہد علی کے رشتے سرکاری افسروں، سیاستدانوں، اور بڑے کاروباری لوگوں سے تھے، جو اسے ایک مضبوط حفاظتی چھتری فراہم کرتے تھے۔

عمران اور شکیل نے یہ بھی دریافت کیا کہ شاہد علی کا گروہ صرف مالی جرائم ہی نہیں بلکہ سیاسی سازشوں میں بھی ملوث تھا۔

شکیل نے شاہد علی کے بینک اکاؤنٹس اور خفیہ ڈیٹا کو ہیک کر کے گروہ کے متعدد جرائم کے ثبوت جمع کرنا شروع کر دیئے تھے۔

یہ ایک بڑا بریک تھرو تھا اس کیس میں۔

عمران نے خطرے کو نظر انداز کرتے ہوئے شاہد علی کے خلاف ثبوت اکٹھے کرنے کا کام شروع کر دیے تھے۔

وہ راتوں کو جاگتا، خفیہ مقامات پر جوزف اور جوانا سے ملاقاتیں کرتا اور گروہ کے ارکان کی حرکتوں پر نظر رکھتا۔

ایک رات، جب عمران شاہد علی کے ایک قریبی ساتھی سے خفیہ ملاقات کے دوران اسے گروہ کا روز فاش کرنے کا ارادہ رکھتا تھا،

اسے ایک ایسے خط کا سامنا کرنا پڑا جس نے اسے ہلا کر رکھ دیا۔

خط میں شاہد علی کی بیوی اور بیٹی کی تصاویر لگی ہوئی تھیں، اور ایک پیغام لکھا تھا جس میں واضح طور پر دھمکی دی گئی تھی۔

عمران کو احساس ہوا کہ یہ معاملہ اب صرف سیاسی یا پیشہ ورانہ نہیں رہا، بلکہ الٹا یہ تو مدعی کی ذاتی زندگی کو بھی خطرہ لاحق ہو چکا ہے۔

اس نے فیصلہ کیا کہ اب اسے اپنے خطرناک اور شاطر دشمن سے انتہائی احتیاط سے نمٹنا ہوگا۔
دوسرے دن عمران نے اپنی ساتھیوں سمیت
فیاض کی مدد سے ثبوت جمع کرنے کا اپنا طریقہ بدل لیا۔انہوں نے شاہد علی کے خلاف مضبوط قانونی دستاویزات تیار کیں،
جس میں ان کی خفیہ ملاقاتوں کی آڈیو ریکارڈنگ اور گروہ کی مالی غیر قانونی سرگرمیوں کے ثبوت شامل تھے۔
انہوں نے شاہد علی کے قریبی لوگوں کو گواہ بنانے کا بھی منصوبہ بنایا۔
پھر وہ ایک ایسے اعلیٰ حکام کے پاس گئے جن پر انہیں یقین تھا کہ وہ ان کی مدد کریں گے۔
اس کے بعد شاہد علی کو گرفتار کرلیا گیا اور اس کے گروہ کا خاتمہ کیا گیا۔
جہاں اس نے اعتراف کیا کہ وہ خط اس نے خود لکھا تھا پولیس کو بھٹکانے کے لئے۔
عمران اور فیاض کی بہادری اور ذہانت نے ملک کو ایک خطرناک دہشت گرد گروہ سے تو بچا لیا تھا مگر سوال جوں کا توں وہی تھا ایڈووکیٹ ظہیر احمد کے قاتل کا۔؟
یہ کامیابی بڑی تھی، لیکن عمران کا دل اب بھی بے چین تھا۔
وہ جانتا تھا کہ یہ جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔
ملک میں اس قسم کی خفیہ تنظیموں کا نیٹ ورک بہت وسیع تھا اور ان کا خاتمہ ایک مکمل عملی طور پر ناممکن تھا۔
لیکن عمران نے اپنے مقصد کے لیے اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کی قسم کھا رکھی تھی۔
)ایک قابل اور ذہین۔ جستجو پُر عزم اور حق گو (اور انسپکٹر شکیل) ایک ہیکر۔ تکنیکی ماہر اور انتہائی محتاط
(نے سالہا سال ایک ساتھ سیکرٹ سروس میں گزارے تھے اس خفیہ گروہ کے پیچھے،
جو پردے کے پیچھے سے ملک کی سیاست کو کنٹرول کر رہا تھا۔
انہوں نے شاہد علی، ایک متمول بزنس مین اور اس کے ساتھیوں کو نشانہ بنایا تھا
جو اپنی دولت اور طاقت کا استعمال کرتے ہوئے جھوٹی معلومات پھیلا رہے تھے اور اہم سیاسی فیصلوں کو اپنی مرضی کے مطابق موڑ رہے تھے۔
ان کی تحقیق میں راتوں کی نیند حرام کر دینے والی کوششیں، خطرناک ملاقاتیں اور انتہائی خطرناک ڈیٹا کے تجزیے شامل تھے۔
آخر کار انہوں نے شاہد علی اور اس کے ساتھیوں کے خلاف مضبوط ثبوت اکٹھے کر لیے تھے،
جس میں غیر قانونی فنڈنگ، دھمکیاں، اور سیاسی سازشوں کے ثبوت شامل تھے۔
ان کی گرفتاری ایک بڑی کامیابی تھی، لیکن یہ صرف ایک آغاز تھا۔
شاہد علی کی گرفتاری کے بعد، ملک میں ایک زلزلہ سا آ گیا۔
عوام حیران تھے کہ یہ خفیہ گروہ کتنے گہرے جڑیں رکھتا تھا۔
ان کی گرفتاری کے بعد انکشاف ہوا کہ یہ گروہ صرف سیاسی فیصلوں کو متاثر نہیں کر رہا تھا
بلکہ مختلف قومی اداروں میں اپنی جاسوسی کا جال بچھا کر ملک کی معیشت کو بھی نقصان پہنچا رہا تھا۔
عمران اور فیاض کو ملک کے مختلف حصوں سے غیر نامعلوم لوگوں کی کالز اور دھمکیاں ملنا شروع ہو گئیں۔
یہ واضح تھا کہ یہ گروہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوا تھا، اور اس کے باقی ارکان اب بہت زیادہ محتاط ہو گئے تھے۔
فیاض نے اپنی جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے ان کے نیٹ ورک کو ٹریس کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

ایک رات، عمران اور فیاض کو خبر ملی کہ فرہاد ایک خفیہ مقام پر موجود ہے، اور وہ وہاں کسی اہم فیصلے پر پہنچنے والا ہے۔
دونوں فوراً وہاں پہنچے، جہاں فرہاد ان کے انتظار میں کھڑا تھا،
سو پرفضی اس بد بخت نے اپنی موت کو دعوت دی ہے ہمیں خود بلا کر عمران غصے سے بولا۔
اس کی آنکھوں میں غصہ اور جبر کی جھلک تھی۔
"تم دونوں یہاں کیا کرنے آئے ہو؟" فرہاد نے چہرے پر غصے کا تاثر لاتے ہوئے کہا۔ "تم سمجھتے ہو کہ تم مجھے ہرا سکتے ہو؟"
ہم خود نہیں آئے بلکہ تمھارے غنڈے خود ہمیں یہاں تک لائے ہیں۔
تم خود کو بہت چالاک سمجھتے ہو کہ ہمیں مار دو گے آسانی سے۔؟
عمران نے قدم آگے بڑھایا اور کہا، "ہمیں سچ کا پتا چل چکا ہے،
فرہاد۔تم نے رقیبہ کی محبت میں اندھے ہو کر ظہیر احمد کا قتل کروایا۔"
فرہاد کی نظریں تلخ ہو گئیں۔ "تم نہیں سمجھتے، عمران! رقیبہ کی محبت میں میں نے جو قدم اٹھایا وہ تمہیں کبھی بھی نہیں سمجھ آ سکتا۔
میں اسے ہر حالت میں حاصل کرنا چاہتا تھا، اور میں نے اپنے راستے میں کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔"
نہ چھوڑوں گا۔"
اچھا تو تمھیں لگتا ہے پاگل عاشق میں تمھیں چھوڑ دوں گا۔؟
میں کہتا ہوں ہاتھ اوپر کر و ورنہ یہ سپر نٹنڈنٹ بیموت مارا جائے گا۔
عمران نے صبر کا دامن تھامے رکھا اور کہا، "تمہارے فیصلوں نے بہت سوں کی زندگیوں کو تباہ کیا ہے۔
محبت کبھی اس طرح نہیں ہوتی، فرہاد۔ یہ تمہارا غلط فیصلہ تھا۔"
فرہاد نے پستول نکال لیا اور کہا، "اگر تم سوچتے ہو کہ تم مجھے روکو گے، تو تم غلط سوچتے ہو۔ میں جو چاہتا ہوں، وہ حاصل کرتا ہوں۔"
تم نے بلا وجہ ایڈووکیٹ ظہیر احمد کو قتل کیا وہ خود رقیبہ میں دلچسپی نہیں لیتا تھا۔
مگر تم پاگل عاشق جو ٹھہرے۔
عمران اور فیاض نے اس کی دھمکی کو نظر انداز کیا اور اس کے قریب آ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔
بکواس بند کرو فرہاد کا غصہ اب اپنے عروج پر تھا، لیکن عمران نے خود کو پرسکون رکھا اور فوراً پولیس کو اطلاع تو پہلے ہی مل چکی تھی۔
پولیس کی آمد کے ساتھ، فرہاد کو گرفتار کر لیا گیا، اور اس کے جرم کا پردہ فاش ہو گیا۔
عمران اور فیاض کی محنت رنگ لائی تھی، اور اس کیس کا اختتام اس بات پر ہوا کہ کبھی بھی کسی کی محبت یا خواہشات کے لیے ظلم و جبر کا راستہ نہیں اپنانا چاہیے۔
عمران اور فیاض کی تفتیش کے دوران، دونوں کو فرہاد کی حقیقت کا پتا چل گیا تھا۔
ایک دن، جب وہ دونوں شہر کے کونے کونے میں اس کی سرگرمیوں کی تحقیقات کر رہے تھے،
انھیں ایک خفیہ ملاقات کی اطلاع ملی جس میں فرہاد اور رقیبہ شامل تھے۔ وہ دونوں فوراً اس مقام پر پہنچے جہاں یہ ملاقات ہو رہی تھی۔
جب عمران اور فیاض فرہاد کے قریب پہنچے، تو انھوں نے دیکھا کہ وہ رقیبہ سے بات کر رہا تھا۔
عمران نے بہادری سے اس کا سامنا کیا اور کہا، "ہم جانتے ہیں کہ تم نے ظہیر احمد کو قتل کروایا تھا، کیونکہ تم رقیبہ کی محبت میں بے حد اندھے ہو گئے تھے۔"
فرہاد نے گہری سانس لی اور پھر دھیمی آواز میں کہا، "یہ سچ ہے، میں نے وہ قدم اٹھایا،

لیکن یہ تمہیں یہ نہ سمجھ سکوں گے۔ رقیبہ کی محبت میں میں نے اپنی تقدیر کو دیکھا تھا، اور اس کی خوشی کے لیے ہر چیز قربان کر دی تھی۔"

عمران اور فیاض نے ایک دوسرے کو دیکھا، پھر عمران نے کہا، "ہم تمھاری کہانی سمجھتے ہیں، لیکن کسی کی جان لینا کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہوتا۔"

فرہاد نے آنکھوں میں پچھتاوے کی جھلک دکھائی، پھر پولیس اسکو لے گئی۔

اس کی گرفتاری ہوئی، لیکن اس کے اندر گہرا افسوس اور پچھتاوا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جو کچھ اس نے کیا، اس نے سب کچھ تباہ کر دیا تھا۔

عمران اور فیاض واپس اپنے راستے پر چل پڑے، یہ جانتے ہوئے کہ کبھی کبھار محبت انسان کو اس حد تک لے جا سکتی ہے جہاں سے واپسی ممکن نہیں رہتی۔

سو پر فیاض اس لئے تو میں عشق، محبت ان چکروں سے دور رہتا ہوں۔

یوں کہو نہ کہ کوئی لڑکی تمھیں منہ نہیں لگاتی فیاض عمران کا مذاق اڑانے لگا۔

ختم شد